سپریم کورٹ کی رپورٹ

22 ستمبر 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

بدری نارائن سنگھ

بنام

کامدیو پرساد سنگھ اور دیگر

(پی۔ بی۔گجیندرا گڈکار، کے۔سباراو، ایم۔ہدایت اللہ، جے۔سی۔شاہ اور رگھوبر دیال، جسٹسز)

انتخابی تنازعہ۔امر فیصل شدہ۔ ایک کارروائی میں سے دو اپیلیں۔ ایک فیصلہ لیکن دو الگ الگ فرمان۔ مختلف موضوعات۔ فیصلہ، اگر ایک۔ صرف ایک فرمان اپیل۔ قابل سماعت، عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951(43 آف 1951)،دفعات 80،81،7۔

الیکشن ٹریبونل نے پہلے مدعاعلیہ کی درخواست پر اپیل کنندہ کے انتخاب کو یہ کہتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا کہ اپیل کنندہ گھاٹوال کی حیثیت سے منافع کا عہدہ نہیں رکھتا تھا اور وہ بدعنوانی کا قصوروار تھا۔تاہم الیکشن ٹریبونل نے پہلے جواب دہندگان کی جانب سے انہیں باقاعدہ طور پر منتخب قرار دینے کی درخواست پر سختی سے غور کیا۔

درخواست گزار اور پہلا مدعاعلیہ، دونوں نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔درخواست گزار کی اپیل نمبر 7 ہونے کی وجہ سے ان کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے کے حکم کے خلاف تھی۔پہلے مدعاعلیہ کی اپیل نمبر 8 ہونے کی وجہ سے اسے باقاعدہ طور پر منتخب نہ کرنے کے حکم کے خلاف تھی۔دونوں اپیلوں کو ہائی کورٹ نے

ایک فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا تھا۔ اپیل کنندہ کی اپیل نمبر 7 کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا گیا کہ اپیل کنندہ بدعنوان طریقوں کا قصوروار نہیں ہے اور گھاٹوال کی حیثیت سے وہ منافع کے عہدے پر فائز ہے۔ مدعاعلیہ کی اپیل نمبر 8 کو منظور کرتے ہوئے اسے باقاعدہ طور پر منتخب قرار دیا گیا۔ دونوں اپیلوں میں دو الگ الگ احکامات تیار کیے گئے تھے۔

درخواست گزار نے یہ اپیل پہلے مدعاعلیہ کی اپیل نمبر 8 میں دیئے گئے حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی تھی۔ اپیل کی تمام بنیادیں ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے متعلق تھیں کہ گھاٹوال کا دفتر منافع کا عہدہ تھا۔

پہلے مدعاعلیہ کی جانب سے ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ یہ اپیل نااہل ہے کیونکہ اپیل گزار نے اپیل نمبر 7 میں ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف اپیل نہیں کی تھی جس کی ہائی کورٹ کی جانب سے برطرفی نے اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دیتے ہوئے الیکشن ٹریبونل کے حکم کی توثیق کی تھی۔ اور یہ کہ اپیل کنندہ کے لئے یہ کھلا نہیں تھا کہ وہ اس نتیجے کی صداقت پر سوال اٹھائے کہ اس کے پاس منافع کا عہدہ تھا، جو اپیل نمبر 7 کی برطرفی کی بنیاد تھی۔

کہا جاتا ہے کہ جہاں ایک کارروائی سے دو اپیلیں پیدا ہوئیں، لیکن ہر اپیل کا موضوع مختلف تھا، اپیلوں میں ہائی کورٹ کا فیصلہ اگرچہ ایک فیصلے میں بیان کیا گیا تھا، حقیقت میں دو فیصلوں کے برابر تھا اور دونوں اپیلوں میں ایک ہی فیصلہ نہیں تھا۔ اپیل نمبر 7 کا موضوع اپیل کنندہ کی جانب سے اس کے انتخاب کے برے یا اچھے ہونے کے سوال سے متعلق تھا۔ اپیل نمبر 8 کا موضوع اپیل کنندہ کے انتخاب کے جواز یا دوسری صورت سے متعلق نہیں تھا۔ اس کا تعلق اپیل کنندہ کا انتخاب خراب ہونے کی صورت میں اس بنیاد پر کی جانے والی مزید کارروائی سے ہے کہ گھاٹوال کے پاس منافع کا عہدہ ہے۔

ہائی کورٹ نے دو فیصلے کیے، ایک اپیل نمبر 7 میں اپیل کنندہ کے انتخاب کی غیر قانونی حیثیت کے بارے میں۔ یہ اپیل نمبر 8 میں ایک اور فیصلہ آیا جس میں پہلے مدعاعلیہ کے باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار قرار دیے جانے کے دعوے کے جواز کے بارے میں بتایا گیا۔ جب تک اپیل کنندہ کی اپیل نمبر 7 میں اس

بنیاد پر اس کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے کے حکم کی توثیق کرنے والا حکم موجود ہے کہ وہ منافع کے عہدے کا مالک ہے، وہ موجودہ اپیل میں اس فیصلے پر سوال نہیں اٹھا سکتا جسے پہلے مدعا علیہ کی اپیل نمبر 8 میں حکم نامے کے خلاف ترجیح دی گئی ہے۔

نرہری بنام شنکر (1950) ایس سی آر 754، ممتاز۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1960 کی دیوانی اپیل نمبر 563۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے 20 مارچ 1959 کے فیصلے اور حکم نامے سے 1958 کی انتخابی اپیل نمبر 8 میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی جانب سے جے سی سنہا، ڈی پی سنگھ، ایم کے رام مورتی، ای کے گرگ اور ایس سی اگروال شامل ہیں۔

مدعا علیہ نمبر کے لئے بی سی گھوش اور آرسی دتہ میں.

جواب دہندہ نمبر 2 کے لئے اودیپ پرتاپ سنگھ اور پی سی اگروال۔

22 ستمبر 1901ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس رگھوبر دیال : درخواست گزار بدری نارائن سنگھ اور کام دیو پرساد سمیت چار دیگر افراد 1957 میں ہوئے آخری عام انتخابات کے دوران بہار قانون ساز اسمبلی کے امیدوار تھے۔ ان میں سے دو امیدواروں نے متعلقہ تاریخ سے پہلے ہی دستبرداری اختیار کرلی۔ درخواست گزار نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے اور 14 مارچ 1957 کو اسے منتخب قرار دیا گیا۔ مدعا علیہ نمبر 2 نے کام دیو پرساد سے زیادہ ووٹ حاصل کیے، مدعا علیہ نمبر 1، جنہوں نے عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 (ایکٹ

XII آف 1951) کی دفعہ 80اور 81 کے تحت انتخابی درخواست دائر کی، جس میں اپیل کنندہ کے انتخاب کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا کہ اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ نمبر 2 کی نامزدگی، گھاٹویس کے طور پر، جومنافع کے عہدے پر فائز تھا، ایکٹ کی دفعہ 7 کی دفعات کے خلاف تھا، اور یہ کہ اپیل کنندہ نے بھی بدعنوانی کا ارتکاب کیا تھا۔ کام دیو پرساد نے اپنی انتخابی عرضی کے ذریعہ نہ صرف یہ اعلان کرنے کی درخواست کی کہ اپیل کنندہ کا انتخاب کالعدم تھا، بلکہ اس اعلان کے لئے بھی کہ وہ خود باقاعدہ طور پر منتخب ہوئے تھے۔ درخواست گزار نے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات سے انکار کیا۔ الیکشن ٹریبونل نے کہا کہ اپیل کنندہ بدری نارائن سنگھ بدعنوان طریقوں کا قصوروار ہے اور گھاٹ ول ریاست بہار کے تحت منافع کا عہدہ نہیں رکھتا ہے۔ لہٰذا عدالت نے اپیل گزار کے انتخاب کو کالعدم قرار دے دیا، لیکن یہ اعلان نہیں کیا کہ کام دیو پرساد باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار تھے۔

درخواست گزار نے 1958 کی الیکشن اپیل نمبر 7 پٹنہ ہائی کورٹ میں الیکشن ٹریبونل کے اس حکم کے خلاف دائر کی جس میں ان کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا گیا تھا اور درخواست کی گئی تھی کہ الیکشن ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیا جائے اور یہ مانا جائے کہ وہ مناسب طریقے سے منتخب ہوئے تھے۔ کام دیو پرساد نے الیکشن ٹریبونل کے اس حکم کے خلاف الیکشن اپیل نمبر 8 بھی دائر کی جس میں انہیں باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار قرار نہیں دیا گیا تھا اور یہ اعلان کرنے کی درخواست کی گئی تھی کہ وہ مناسب طور پر منتخب ہوئے ہیں۔ اپیل کی بنیاد پر الیکشن ٹریبونل کے اس فیصلے کی صداقت پر سوال اٹھایا گیا کہ بدری نارائن سنگھ اور مدعاعلیہ نمبر 2، گلٹوال کے طور پر منافع کے عہدے کے مالک نہیں تھے اور کام دیو پرساد کو مناسب طور پر منتخب قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔

ان دونوں اپیلوں کو ہائی کورٹ نے ایک فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا تھا۔ عدالت نے الیکشن ٹریبونل کے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا کہ بدری نارائن سنگھ نے کوئی بدعنوان کام کیا ہے اور مدعاعلیہ نمبر ایک کی دلیل کو قبول کیا کہ بدری نارائن سنگھ اور مدعاعلیہ نمبر 2 بہار حکومت کے تحت منافع کے عہدوں پر فائز ہیں کیونکہ وہ گھاٹوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس معاملے کے اسی نقطہ نظر میں اس نے اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے اور مدعاعلیہ نمبر 1 کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے اسے باقاعدہ طور پر منتخب قرار دینے کے الیکشن ٹریبونل کے حکم کی توثیق کی۔

ہائی کورٹ کے فیصلے کا اختتامی حصہ یہاں مفید طور پر نقل کیا جاسکتا ہے:

آخر میں، واپس آنے والے امیدوار کا انتخاب درست نہیں ہے، اور ٹریبونل کا حکم، اگرچہ مختلف بنیادوں پر درست ہے۔ مزید برآں، وہاں صرف ایک نشست تھی، اور تین افراد نے اس کا مقابلہ کیا، یعنی درخواست گزار اور دو مدعا علیہان۔ ان دونوں جواب دہندگان کو ریاست کی قانون ساز اسمبلی یا قانون ساز کونسل کے رکن کے طور پر منتخب ہونے کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا تھا اور اسی وجہ سے ان کے کاغذات نامزدگی جائز طور پر قبول نہیں کیے گئے تھے۔ اگر ان کے کاغذات نامزدگی مسترد ہو جاتے ہیں، اور اسے مسترد نہیں کیا جا سکتا ہے، تو میدان میں واحد شخص درخواست گزار کام دو پرساد سنگھ تھے اور اس لئے، انہیں مناسب طور پر منتخب قرار دیا جانا چاہئے۔

نتیجے میں، 1958 کی الیکشن اپیل نمبر 7 خارج کر دی جاتی ہے، اور 1958 کی انتخابی اپیل نمبر 8 کی اجازت دی جاتی ہے، اور کام دیو پرساد سنگھ کو سنتال پرگنہ ضلع کے سارناتھ ریاستی اسمبلی حلقہ سے بہار قانون ساز اسمبلی کے لئے باقاعدہ طور پر منتخب ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اس حکم کے نتیجے میں، دونوں اپیلوں میں الگ الگ فرمان تیار کیے گئے تھے۔ الیکشن اپیل نمبر 7 کے حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ یہ اپیل کی جائے اور اسے مسترد کر دیا جائے۔ اپیل نمبر 8 میں حکم نامہ میں کہا گیا ہے کہ یہ اپیل کی جاتی ہے اور اس کی اجازت دی جاتی ہے اور کام دو پرساد سنگھ کو سنتھال پرگنہ ضلع کے سارناتھ ریاستی اسمبلی حلقہ سے بہار قانون ساز اسمبلی کے لئے باقاعدہ طور پر منتخب ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

درخواست گزار نے 1958 کی الیکشن اپیل نمبر 8 میں اس حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل دائر کی ہے۔ اپیل کی تمام بنیادیں ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے متعلق ہیں کہ گھاٹوال کا دفتر منافع کا عہدہ ہے۔ اپیل کی خصوصی اجازت کی درخواست میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اپیل کنندہ اس عدالت سے کیا ریلیف چاہتا ہے۔ ممکنہ طور پر وہ اپیل نمبر 7 میں اس حکم نامے کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کرتے ہیں جس میں الیکشن ٹریبونل کے ان کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے کے حکم کی توثیق کی گئی تھی اور اپیل نمبر 8 میں بھی حکم دیا گیا تھا۔

مدعاعلیہ کام دیو پرساد سنگھ کی جانب سے ایک ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ یہ اپیل اس حد تک نااہل ہے کیونکہ اپیل گزار نے اپیل نمبر 7 میں ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف اپیل نہیں کی تھی جس کی بر طرفی نے اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دیتے ہوئے الیکشن ٹریبونل کے حکم کی توثیق کی تھی۔ درخواست گزار کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے کا حکم حتمی ہو جانے کے بعد اسے کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس اپیل میں ایک گھاٹوال کے منافع کے عہدے کے مالک ہونے کے بارے میں جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ اس اپیل میں عدالتی حیثیت رکھتا ہے اور اس لیے اپیل نمبر 8 میں مدعاعلیہ نمبر 1 کو باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار قرار دینے کے حکم کے خلاف کوئی اپیل اس بنیاد پر نہیں کی جا سکتی کہ اپیل کنندہ کے منافع کے عہدے پر فائز ہونے کے بارے میں ہائی کورٹ کا نقطہ نظر غلط ہے۔ اگر اس نظریے کی صداقت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا تو مدعا علیہ نمبر 1 کے حق میں دیے گئے اعلامیے کی صداقت کو اس اپیل میں کسی اور بنیاد پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا جب کہ خصوصی اجازت کی درخواست میں کوئی اور بنیاد نہیں لی گئی تھی۔ لہٰذا یہ دلیل یہ ہے کہ اس اپیل میں اپیل گزار کے لیے یہ کھلا نہیں ہے کہ وہ بہار حکومت کے تحت منافع کے عہدے پر فائز ہونے والے اس نتیجے کی صداقت پر سوال اٹھائے جس نے اپیل نمبر 7 کو خارج کرنے اور اس کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے کے حکم کی توثیق کی بنیاد رکھی۔

درخواست گزار کے وکیل نے اپنی دلیل کی حمایت میں زہری بمقابلہ شنکر کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا کہ الیکشن اپیل نمبر 7 کا فیصلہ اس اپیل میں جج کے طور پر کام نہیں کر سکتا۔ یہ معاملہ حقائق کی بنیاد پر مختلف ہے اور یہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ 11 کی تشریح کے حوالے سے ہے۔

مقدمے میں مدعی نے پلاٹ نمبر 214 کے دو تہائی حصے پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ 1/3 جو مدعاعلیہان کے ایک گروہ کے قبضے میں تھا، یعنی مدعاعلیہ نمبر 1 سے 4 اور دوسرا 1/3 مدعاعلیہان کے ایک دوسرے گروپ کے قبضے میں تھا، یعنی مدعاعلیہ نمبر 5 سے 8، مدعاعلیہان کے ہر گروہ نے دعوی کیا کہ وہ خاندانی جائیداد میں اپنے حصے کے طور پر اپنے قبضے میں زمین کے حقدار ہیں اور مدعی کے ان الزامات کی تردید کی کہ سینئر برانچ رواج کے تحت ہے۔ پلاٹ پر خصوصی قبضے کا حقدار تھا جو انعام کی زمین تھی۔ مقدمہ ٹرائل کورٹ کی جانب سے طے کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مدعاعلیہان کے ہر گروپ نے پلاٹ کے 1/3 حصے کا دعویٰ کرتے ہوئے ایک اپیل دائر کی۔ پہلی اپیلیٹ عدالت نے دونوں اپیلوں کو منظور

کرتے ہوئے ایک فیصلے سے مدعی کے مقدمے کو خارج کردیا اور فیصلے کی کاپی دوسری متعلقہ اپیل پر ڈالنے کا حکم دیا۔ فطری طور پر اس نے دونوں اپیلوں میں مشترک اختلافات کا ایک نکتہ طے کیا، یعنی یہ کہ سینئر برانچ پلاٹ پر خصوصی قبضے کی حقدار نہیں تھی۔ ہر اپیل میں یہی نتیجہ نکلا۔

اس کے بعد مدعی نے ہائی کورٹ میں دو اپیلیں دائر کیں، ایک مدعا علیہ نمبر 1 سے 4 کی طرف سے دائر اپیل میں حکم نامے کے خلاف اور دوسری مدعا علیہ نمبر 5 سے 8 کی طرف سے دائر اپیل میں حکم نامے کے خلاف۔ مؤخر الذکر اپیل حد سے تجاوز کرکے دائر کی گئی تھی اور ہائی کورٹ نے تاخیر کو معاف کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اپیل کی سماعت کے دوران موقف اختیار کیا گیا کہ دوسری اپیل دائر کی گئی۔
معیاد مدت سے باہر اور قابل سماعت نہیں تھا اور جب اسے قابل سماعت قرار دے کر خارج کردیا جاتا ہے تو ہم دوبارہ عدالتی کارروائی کے اصول کے تحت روک دیں گے۔ ہائی کورٹ نے اس دلیل سے اتفاق کرتے ہوئے دوسری اپیل کو وقت کی پابندی قرار دیتے ہوئے خارج کردیا اور پہلی اپیل کو اس بنیاد پر خارج کردیا کہ مدعا علیہان نمبر 5 سے 8 کی اپیل میں فیصلہ عدالتی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد مدعی نے ریاست حیدرآباد کی عدالتی کمیٹی میں دو اپیلیں دائر کیں اور آخر کار آئین کے آرٹیکل 374(4) کے پیش نظر انہیں اس عدالت نے نمٹا دیا۔

مدعی نے ہائی کورٹ میں اپنی پہلی اپیل میں تمام مدعا علیہان کو فریق بنایا تھا۔ انہوں نے پورے مقدمے کو خارج کرنے کے خلاف اپیل کے لئے ضروری پوری عدالتی فیس ادا کی تھی۔ ان کی دعا نے دونوں اپیلوں کا احاطہ کیا۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ پورے مقدمے کو خارج کرنے کے خلاف اپیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ واضح نہیں ہے کہ آیا پہلی اپیلیٹ کورٹ کے مشترکہ فیصلے میں خاص طور پر یہ کہا گیا تھا کہ اس نے ایک اپیل کی اجازت دے کر پلاٹ کے ایک تہائی کے حوالے سے مدعی کے مقدمے کو مسترد کردیا تھا اور دوسری اپیل کی اجازت دے کر دوسرے ایک تہائی کے حوالے سے مقدمہ خارج کردیا تھا۔ ممکنہ طور پر اس نے صرف یہ کہا کہ اس کے نتیجے میں اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور مدعی کا مقدمہ خارج کردیا جاتا ہے اور اس طرح کے حکم نے مدعی کو اصل میں تمام مدعا علیہان کے خلاف اور پورے مقدمے کو خارج کرنے کے خلاف ایک اپیل دائر کرنے پر مجبور کیا۔ پہلی اپیل میں دعا میں دونوں اپیلوں کے موضوع کا احاطہ کیا گیا تھا۔ لہٰذا پہلی اپیل دراصل دونوں اپیلوں میں احکامات کے خلاف ایک مربوط اپیل تھی اور اسے ریکارڈ کے

مقاصد کے لیے دو الگ الگ اپیلوں میں تقسیم کیا جا سکتا تھا۔اس عدالت نے خود محسوس کیا کہ اس معاملے کے حالات ایسے تھے کہ ہائی کورٹ کو درخواست گزار کو لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 5 کا فائدہ دینے کی اجازت دینی چاہیے تھی۔

ان حالات میں اس عدالت نے صفحہ نمبر 757 پر کہا:

اب یہ بات اچھی طرح طے ہو چکی ہے کہ جہاں ایک ٹرائل، ایک نتیجہ اور ایک فیصلہ ہوا ہے، وہاں دو اپیلوں کی ضرورت نہیں ہے، بھلے ہی دو فیصلے تیار کیے گئے ہوں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب بھی ایک مقدمے سے ایک سے زیادہ اپیلیں سامنے آتی ہیں، تو ان میں سے کسی بھی اپیل میں حکم کے خلاف صرف ایک اپیل قابل ہوتی ہے، قطع نظر اس حقیقت کے کہ آیا ان اپیلوں میں فیصلے کے مسائل سب مشترک تھے یا کچھ عام تھے اور دیگر نے فیصلے کے لئے مختلف نکات اٹھائے تھے۔اس مشاہدے میں بیان کردہ ایک دریافت اور ایک فیصلے کی موجودگی صرف تمام اپیلوں میں مشترکہ نقطہ کی موجودگی اور ان اپیلوں میں کسی مختلف نقطہ کی عدم موجودگی اور اس کے نتیجے میں تمام اپیلوں میں ان مشترکہ نکات پر ایک فیصلے پر غور کرتی ہے۔

اس عدالت نے صفحہ 758 پر مزید کہا:

انہوں نے کہا،' انصاف کا سوال تبھی پیدا ہوتا ہے جب یہ دو مقدمے ہوں۔ یہاں تک کہ جب دو مقدمات ہوتے ہیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ ایک ساتھ دیا گیا فیصلہ سابقہ مقدمے میں فیصلہ نہیں ہو سکتا ہے۔جب صرف ایک مقدمہ ہو تو دوبارہ عدالتی چارہ جوئی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور موجودہ کیس میں دونوں احکامات 6اے ایم سی کیس میں ہیں اور ایک ہی فیصلے پر مبنی ہیں اور جس معاملے کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ پورے مقدمے سے متعلق ہے۔اس طرح رس جوڈیکیٹا کے اصول کے اطلاق کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ان مشاہدات کا اطلاق ان مقدمات پر نہیں ہوتا جو عدالتی نظام کے عمومی اصولوں کے تحت چلائے جاتے ہیں جو اس اصول پر قائم ہوتے ہیں کہ ایک ہی فریق کے درمیان طے شدہ نقطہ نظر کے بارے میں فیصلہ

کن ہوتا ہے اور فریقین کو ایک ہی مقصد کے لئے دو بار پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

لہٰذا ہماری رائے ہے کہ کیس کے حقائق اور اس کیس پر لاگو قانون کی شق دونوں کے پیش نظر وہ کیس اس اپیل میں ہمارے سامنے موجود سوال کا تعین کرنے کے لیے کوئی رہنما نہیں ہوسکتا۔

یہ سچ ہے کہ ہائی کورٹ میں اپیل نمبر 7 اور 8 دونوں الیکشن ٹربیونل کے سامنے ایک کارروائی سے پیدا ہوئیں۔ تاہم، ہر اپیل کا موضوع مختلف تھا. اپیل گزار کی جانب سے دائر اپیل نمبر 7 کا موضوع الیکشن ٹربیونل کے سامنے اٹھائے گئے دلائل کے پیش نظر ان کے انتخاب کے برے یا اچھے ہونے کے سوال سے متعلق ہے۔ اس کا مدعاعلیہ نمبر 1 کو باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار قرار دیے جانے کے حق کے سوال سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ اس طرح کے حق پر دعویٰ یہ ہے کہ اپیل مسترد ہونے کی صورت میں اپیل نمبر 7 میں سوال کے فیصلے پر عمل کیا جائے۔ اگر اپیل نمبر 7 کی اجازت دی جاتی تو اپیل نمبر 8 کا سوال غور کے لیے پیدا نہیں ہوتا۔ اپیل نمبر 8 کا موضوع درخواست گزار کے انتخاب کے جواز یا دوسری صورت سے متعلق نہیں تھا۔ اس کا تعلق اپیل کنندہ کا انتخاب خراب ہونے کی صورت میں اس بنیاد پر کی جانے والی مزید کارروائی سے ہے کہ گھاٹوال کے پاس منافع کا عہدہ ہے۔ دونوں اپیلوں میں ہائی کورٹ کا فیصلہ، اگرچہ ایک فیصلے میں بیان کیا گیا ہے، حقیقت میں دو فیصلوں کے مترادف تھا اور دونوں اپیلوں میں ایک ہی فیصلہ نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ مدعاعلیہ نمبر 1 نے اپنی اپیل نمبر 8 میں الیکشن ٹربیونل کی جانب سے اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ نمبر 2 کے منافع کے عہدے کے حامل ہونے کے بارے میں ان کی دلیل کو مسترد کرنے کا حوالہ دیا تھا۔ انہیں اس نکتے پر اس فیصلے کو چیلنج کرنا پڑا کیونکہ اگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتے تو ان کے حق میں کوئی اعلان نہیں مل سکتا تھا جب مدعاعلیہ نمبر 2 بھی میدان میں تھے اور انہوں نے بڑی تعداد میں ووٹ حاصل کیے تھے۔ تاہم، وہ اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دینے والے الیکشن ٹربیونل کے حکم کی حمایت میں اسی دلیل پر بھروسہ کرسکتے ہیں اور جو اپیل نمبر 7 کا موضوع تھا۔ اس دلیل پر ہائی کورٹ نے اپیل نمبر 7 میں اسی تناظر میں غور کیا تھا اور اس لئے یہ کہا گیا تھا کہ اگرچہ ہائی کورٹ اپیل کنندہ کے بدعنوان عمل کے ارتکاب کے بارے میں الیکشن ٹربیونل سے متفق نہیں تھا، لیکن اس نے اس بنیاد پر اس کے انتخاب کو منسوخ کرنے کی تصدیق کی کہ وہ منافع کا عہدہ رکھتا ہے۔ ان کے منافع کے عہدے پر فائز ہونے کے بارے میں یہ نتیجہ دونوں اپیلوں کے مقصد کو پورا کرتا ہے، لیکن صرف اس وجہ سے ہر اپیل میں ہائی کورٹ کے فیصلے کو غیر متوقع فیصلہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ہائی کورٹ

نے دو فیصلے کیے۔ اپیل نمبر 7 میں اپیل کنندہ کے انتخاب کے غیر قانونی ہونے کے حوالے سے ایک فیصلہ آیا۔ عدالت نے اپیل نمبر 8 میں مدعا علیہ نمبر 1 کو باقاعدہ طور پر منتخب امیدوار قرار دینے کے دعوے کے جواز کے حوالے سے ایک اور فیصلہ سنایا، ایک ایسا فیصلہ جس میں اس فیصلے کی پیروی کرنا تھی کہ اپیل کنندہ کا انتخاب غیر قانونی تھا اور یہ بھی پایا گیا کہ مدعا علیہ نمبر 2 غلوال کے طور پر مناسب طور پر نامزد امیدوار نہیں تھا۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ جب تک اپیل کنندہ کی اپیل نمبر 7 میں اس بنیاد پر ان کے انتخاب کو رد کرنے کے حکم کی توثیق کی جاتی ہے کہ وہ بہار حکومت کے تحت منافع کا عہدہ رکھتے ہیں اور اس وجہ سے مناسب طور پر نامزد امیدوار نہیں ہو سکتے، تب تک وہ اپنے منافع کے عہدے پر فائز ہونے کے بارے میں اس نتیجے پر سوال نہیں اٹھا سکتے۔ موجودہ اپیل میں، جس کی بنیاد اس دلیل پر رکھی گئی ہے کہ یہ نتیجہ غلط ہے۔

لہٰذا ہم ابتدائی اعتراض کو قبول کرتے ہیں اور اخراجات کے ساتھ اپیل مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document